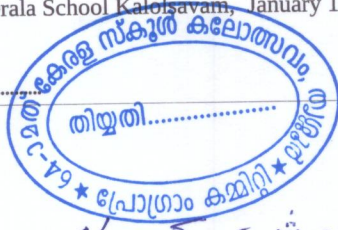


1. دیش کے لیے قربانی

ایک حکاؤے میں ایک پروار رہا کرتا تھا۔ اس پروار میں
ماں، ابا جات، دادی، اور تین بچے رہا کرتے تھے۔ ابا جات
دیش کے سپاہی تھے۔ ان تین بچوں میں سے ایک کا نام
ساہیبا، دوسرے کا نام سیرت اور تیسرے لڑکے کا نام
روہت تھا۔ وہ تینوں بچے ہی دیش کے دیوائے تھے
انکے دادا جی بھی دیش کے لیے شہید ہو گئے تھے۔
ایسے ہی دن بیٹے چلے گئے۔ وہ بڑے ہوتے چلے
گئے۔ ساہیبا سبھی بیٹی سیری تھی۔ جو پڑھائی خیر ہو کر
حاکم کے بلاشن میں تھی۔ دوسری جو دوسری سیری ہے وہ
ابھی کولج میں پڑھاتی کر رہی ہے۔ جسکا نام سیرت ہے
اور سب سے آخری اور ایک لوتا بیٹا روہت اب فیسوی مجلس
پائس ہو کر کولج میں شامل ہونے جا رہا ہے۔ یہ
تینوں میں سے سب سے زیادہ سب سے ہوشیار دیش کے
لیے اپنی جان دینے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ اسکا بیٹا
بھی ابا جات کی ترو دیش سپاہی بننے کا شوق تھا۔
ایسے ہی دن بیٹے چلے گئے۔ وہ لڑکے ہوتے
چلے گئے۔ ان تینوں کی عمر بیٹے بیٹے انکی امتداد ہے۔



زیادہ بڑھنے لگی۔ دیش کے لیے - یہ تین تین ملٹری
 جی. شامل ہوئے۔ یا سوچ رہے تھے -
 اپنی دت. اتاحات بہت پریشان میں تھے -۔ راہل
 ہاجر پوچھا کی کیا ہوا اتاحات! آپ ایسے اداس کیوں
 ہے؟ - اتنے پریشان کیوں دکھائی دیرہی ہے۔ کوئی
 بات ہے کیا جو آپ کو کاٹے کی ترہ چب رہا ہو۔
 آپ کچھ تو بولے۔ میں ایسے کتنی دیر سے سوچ
 رہا ہوں۔ لیکن کوئی جواب ہی نہیں دے رہے ہیں آپ
 تب اداس ہوئے ہوئے اتاحات نے اپنی اداسی چھپایا۔
 اور مسکرائے ہوئے کہا - "بیٹا آپ کیا کیا سوچ رہے
 ہیں۔ آپ کے سوالوں کے سامنے میں تو چپ ہیں ہو گیا۔
 ایسے سوال پوچھو گے تو کسی کی ہالت طریشانی ہالت
 بن جائے گی۔ - ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اپنے بھار
 کے لیے پریشان ہو رہا ہوں۔ - ترہی بڑھے ہو جاؤ گے تو
 اسی ترہ پریشان رہو گے کلم کے سلسلے میں۔" ایسے کہتے
 ہوتے اتاحات وہاں سے چلے گئے۔
 دت. سیتے چلے گئے۔ راہل اپنے اتاحات کی اداسی
 بڑھتے ہوئے نظر آنے لگی۔ اگر وہ اپنے اتاحات سے کچھ
 پوچھتا تو وہ کوئی نہ کوئی بہانہ لے کر وہاں سے چلے
 جانے لگے۔ یہ دیکھ کر راہل کو شوق ہوئے لگا۔ اسے



اسے لگے لگا ہی وہ کچھ بات بہر گروالوں سے اور
مجھ سے ہی چپا رہے ہیں۔
وہ سیٹے چلے گئے۔ راہل کا شق بڑھنے لگا۔
وہ بہر نرف پوچھا کرتے لگا۔ لیکن کچھ بھی بہاصل
نہیں ہوا۔
ایک دن گنڈے لوگ آمر انکا سامان کو گھر سے
باہر چپکی نے لگے۔ گھر والوں نے کوشش کی مہمچمانے
کا اور پوچھے کا کی اس سامانوں کو مت پھینکو۔ آپ
لوگی کیوں آمر ہمارے گھر کو ہر بار کمر رہے ہو۔
کیا آپ لوگی یہاں یہ سب کرنے کے لیے آئے ہے۔
آپ لوگوں کو مجھے یہاں بیچا۔ لیکن کسی کی بھی
کوئی سوالوں کا جواب نہیں دے رہے تھے۔ صرف گھر
سے سامان چپکنے چلے گئے۔ پھر حارے گھر کے سارے
لوگوں نے احتجاج سے پوچھا۔ لیکن وہ سر پکڑ کر بیٹ
گئے۔ وہ گنڈے لوگی جانے وقت یہ بھی کہتے تھے
”جو ہمارے مالکی نے کہا ہے اس بات کو مانلو۔ اب تو
ہم نے اس گھر کو اس گھر کے سامان سے الگی کیا ہے۔
انکل ہار گھر کو آئی کے ہوائے خریدینگے۔ اور تم لوگی
کچھ بھی نہیں کر پائینگے۔
وہ سیٹے چلے گئے۔ احتجاج اسی سے



دیکھنے لگے۔ وہ انسان کہنے لگا۔ کی "میرا نام سریش ہے۔ میں تمہارے اٹا جان کی دوست ہوں۔ مجھے اسلی وجہ پتا ہے کی تمہارے اٹا جان کی دسپانت کیسے ہوئے۔" وہ لوگ چوک گئے۔ "ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہارے اٹا جان ایک کامر کے سلسلے میں سریشاں رہا کرتے تھے۔ مجھے پتا ہے رابہل کی ستر میں اس پارے میں اپنے اٹا جان سے سوال کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی درد آپ لوگوں سے نہیں باڑنا چاہتا تھا۔ اسکے پاس وہا وہی کنڈے آئے تھے جو تمہارے گھر توڑنے کے لیے آئے تھے۔ ان کے ساتھ وہی گنڈوں کو لہنے والے انکا سردار ساتھ میں آیا تھا۔ اور تمہارے باپا سے کہنے لگا کی وہ اس گلاب میں کسانوں سے انکے سارے زمین مانگنے کو۔ لیکن تمہارے صاف لغزوں سے کہا "پر میری گلاب ہے۔" اور میں زمین ان کسانوں کے ہے جنہوں نے غوث پسینا ایسی کر کے اس زمین اساج اگلا ہے۔ میں تمہیں ان (میںوں کی طرف دیکھنے بھی نہیں دوں گا۔ وہ لوی ایسے ہمیشہ آکر کہنے لگے۔

وہ پتے چلے گئے۔ وہ لوی ہمیشہ ہی ترہ آکر تمہارے اٹا جان سے زمین پارے میں سات کر کے دھمی دیتے رہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر تمہارے اٹا جان

نے پولیس اسٹیشن میں کیس درج کرا دیا۔ یہ سب کچھ دیکھ کر وہ کنڈے لوی ٹمپارے اٹھایا کو مار دینے کی دھمکی دے دیا۔ جب ٹمپارے اٹھایا نے انہی اب سناٹی کرنے لگے تو وہ تم لوگوں کا گھر ہی آکر ٹھاپیں کرنے لگے۔

... دن بیتے چلے گئے۔ ٹمپارے اٹھایا کی سرپیشانی پر وہ نے لگی۔ اب گنڈے لوگوں کی بات نہ سننے کے کارٹ وہ لوی ٹمپارے اٹھایا کو بازار لیے جا کر مار دیا۔ وہ سالہ لوی دیکھتے بیوٹے جی سب کچھ جانتے ہے۔ پھر بھی وہ لوی تم لوگوں کو بتانہ نہیں چاہتے تھے۔ یہ سب کچھ سن کر راہل ہکا شوق نہو گیا۔ کوئی نہیں جانتا پارہا تھا ہی وہ روئے یہ پھر کھٹا کر پاتے اب انیسابوں پر۔ راہل یہ ساری باتیں سب کر گھسے سے وہاں سے گھر چھوڑ کر چلے جاتہ ہے۔

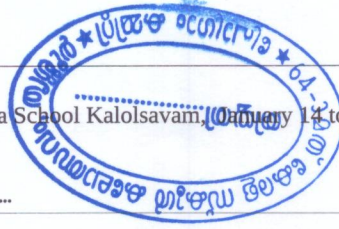
... بہت سال بیت گئے۔ لیکن راہل گھر واپس نہیں آتا۔ اب کو پتا چلتا ہے کہ وہ اس دیش کو ہی چھوڑ کر جا چکا ہے۔ پوری کوشش کی۔ لیکن اسکا کوئی اتنا پتا نہیں خبروں میں آنے لگا ہی ۱۸ سال کی عمر ہی راہل اس دیش کو چھوڑ کر جا چکا ہے۔

... گئی سال کے بات ہندوستان میں دیش دروہیں لڑی

ہملا کرنے کے لیے آئے ہے۔ جب سپاہیں لوگی دیکھتے ہیں
کی ات میں سے ایسی ہندوستان کا ہیں۔ وہ اور کوئی نہیں
راہل تھا۔ جو کچھ سال پہلے دیش چھوڑ کر جا چکا
تھا۔ سارے لوگی اسے اس دیش میں دیکھ کر چوکے جانے
ہے۔ وہ سوج نہیں پارے تھے یہ انہیں ایسا بھام
کرسکتا ہے۔

ان سپاہیوں میں سے ایسی سپاہیں جا نام راگھو تھا
وہ راہل کو پکڑ کر دوسری طرف لے جانے لگا۔ اور کہنے
لگا کی "سپاہیوں اسے یہاں بند لو۔ پہلے نیم ات لوگوں
سے ہمارے دیش کو مفت کرا دیئے ہے۔ پھر راہل کو
دیکھینگے۔ وہاں جنگ شروع ہو گیا۔ جنگ کے مقلد
پر ہندوستان کے سپاہیں جیت جاتے ہیں۔ اور سپاہیں
راہل کے پاس چلے جاتے ہیں۔

راہل گتے سے تڑپ رہا تھا۔ راگھو جا کر راہل سے
پوچھنے لگا کی تم اس دیش کو چھوڑ کر کیوں گتے۔
کوئی وجہ ہے تمہارے پاس۔ تب راہل کہنے لگا۔ "کچا
ہوا! چوی گتے۔ چھپی اس بوٹا لوٹا ہر دیکھ کر۔
چھپی اس دیش سے اس دیش کے لوگوں سے ہیں
نفرت ہے۔ تھلوگوں کو پتا ہے کی میں اس کاؤب
سے کیوں اتنا نفرت کرتا ہوں!" سارے چوی گتے۔



قربان بحرنا چاہتے تھے۔۔۔ مجھے یہ! تو پھر مجھیں اس بات سے خوش ہونہ چاہیے۔ دوسری بات جو تم نے کہا تھی۔ اپنی انسانیت بھی مجھے یہ تمہارے پیروار سے اس بات کو کہنا ضروری نہیں سمجھا۔ یہ بات مجھے کہیں سوچا ہے کہ۔ اب کا بھی پیروار ہے۔ وہ تمہارے اہلکار کی سڑک بہت والے انسان ہیں۔ جو مجھ سے بڑا بحر اپنی ذات قربان کر دے۔ اب گنڈوئے انہیں دھمکی دی گئی تھی کہ وہ مجھ سے نہ بچائے۔ وہ اپنی پیروار ذات بچائے۔ اس وقت سے وہ مجھ سے مجھ سے کہہ پاتے۔

..... "تیسری بات تمہارے اہلکار کی ذات جسے لیا تھا۔ مجھے خود اسکو آزاد کر دیا۔ اب میں مجھے پوچھتا ہوں۔ جو مجھ سے کہا وہ سہی ہے۔ کیا مجھیں اپنی فیشن کو چھڑ کر جانہ چاہیے تھا۔ اپنی پیروار کو اکیلے کرنا چاہیے تھا۔ میں تمہارے اس بات سے سہمت نہیں ہوں۔" وہ رابیل سے کہنے لگا۔

..... رابیل یہ ساری باتیں سمجھ کر رونے لگا۔ وہ بہت بچکانہ لگا۔ (اسے افسوس ہو رہا تھا۔ کہ وہ اب سارے باتوں کو نظر انداز کیوں کر رہا تھا۔ جو بھی اسے کیا وہ کھلت تھا۔ وہ کہنے لگا کہ "اس تجارت کو میں سمجھ کیوں نہیں پاتا۔ کیا میں نے بھی کبھی



اس دیش کے لیے قربات ہونا چاہتا تھا ۔ میں نے یہ کیا کیا ۔
اے خدا میں کیا کروں ! میرا گھر اجڑ گیا ۔ میرا دیش
اجڑ گیا ۔ اس کا بھارت میں خود ہوں ۔ میری وجہ سے ۔
میرے سب کچھ ہوا ہے ۔ جہیں اس انسان پر دھیات دینا
چاہتے تھے ۔ لیکن میں ! " افسوس کرتے کرتے راسل
روئے لگا ۔

وہ سمجھ گیا ۔ اور یہ واہ کیا کی وہ اپنی احتجاج
بھی ترہ دیش کے لیے اپنی جات قربان کریگا ۔ وہ پھر بھی
اس ترہ ویوہار کریگا ۔ جس کاٹ اسے ، اسکے پرچار ، اور
اسکے دیش کو نقصان ہو ۔ آج کے یادو اسے اپنے ایمان
مے گنے گاروں کو سزا دلوائے ، ملٹری میں مل گیا ۔ اور یہ
ہمیشہ دیش کے لیے جات دینے کے لیے تیار ہو گیا ۔ اس
جات سے بھی قیامتیں اسکا دیش تھا ۔ جو اسے اپنی
جیون میں زندہ گی میں ڈال دیا ۔

وہ سیکو چکا تھا ۔ جو انسان دیش کے لیے جات
دینے کے لیے تیار ہوتا ہے ۔ وہ انسان مرتے دم تک یہ بات
پورا کر دیتا ہے ۔ یہ اس انسان کا زندگی کا ایک اہم حصہ
ہو جاتا ہے ۔ جو وہ انسان پورا کر کے جانتا ہے ۔